ایک حدیث

خواب کی تعبیر

(ابو ھریرۃ) رفعہ: اذا اقترب الزمان لم تکد رؤیا المسلم تکذب واصدقکم رؤیا اصدقکم حدیثا ورؤیا المسلم جزء من ستۃ واربعین جزءا من النبوۃ و الرؤیا ثلاث فالرؤیا الصالحۃ بشری من اللہ ورؤیا تحزین من الشیطان و رؤیا مما یحدث المرء نفسہ فان رای احدکم ما یکرہ فلیقم فلیصل ولا یحدث بہ الناس .... شیخین، ترمذی، ابوداؤد)

قرب قیامت کے وقت عموماً مسلمان کا خواب جھوٹا نہ ہوگا۔ اور جو مسلمان جتنا راست گفتار ہوگا اتنا ہی اس کا خواب سچا ہوگا۔ مسلمان کا صحیح خواب نبوت کے چھیالیس۴۶ اجزا میں سے (صرف) ایک جزو ہے۔ خواب تین طرح کے ہیں (۱) صالح خواب تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت ہوتی ہے۔ (۲) غم انگیز خواب جو شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں اور (۳) حدیث النفس جو اپنے خیالات کا عکس ہوتا ہے۔ لہذا اگر کسی کو کوئی ناگوار بات نظر آئے تو وہ اٹھ کر نماز ادا کرے اور اس کا ذکر کسی سے نہ کرے ....

قرآن کریم میں کئی خوابوں کا ذکر ہے۔ مثلاً حضرت ابراہیمؑ کا خواب کہ وہ اپنے فرزند کو ذبح کر رہے ہیں یا حضرت یوسف کا خواب کہ گیارہ ستارے اور مہر و ماہ انہیں سجدہ کر رہے ہیں۔ یا ساقی کا خواب کہ وہ انگور سے شراب نچوڑ رہا ہے۔ یا نان پز کا خواب کہ وہ اپنے سر پر روٹی لیے جا رہا ہے اور پرندے اس میں سے کھا رہے ہیں۔ یا شاہ مصر کا خواب کہ سات دُبلی گائیں سات موٹی گایوں کو کھا رہی ہیں نیز اس کا سات ہری اور سات خشک بالیوں کو دیکھنا۔ یا حضورؐ کا خواب کہ اہل اسلام کے ساتھ مکے میں داخل ہو رہے ہیں۔ وغیرہ ——— ظاہر ہے کہ اگر خواب بالکل بے حقیقت شے ہوتا تو قرآن پاک میں اس کا اس طرح ذکر ہی نہ آتا۔ قرآن کے ذکر کردہ سارے خواب وہ ہیں جن کی کچھ تعبیر تھی اور وہ حقیقت بن کر شہود پیکر میں جلوہ نما ہوئی۔ یہ تعبیریں کئی قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ خواب دیکھا جائے بالکل اسی طرح اس کا ظہور ہو۔ نبی اور غیر نبی سب کے ساتھ یہ ہو سکتا ہے۔ حضورؐ

کے متعلق سیدہ عائشہ فرماتی ہیں کہ اول ما بدی بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الوحی الرویا الصالحۃ فی النوم وکان لا یری الرؤیا الا جاءت مثل فلق الصبح (بخاری) یعنی پہلی چیز جس سے حضورؐ کی وحی کا آغاز ہوا وہ صالح خواب تھے۔ اس وقت حضورؐ جو خواب دیکھتے وہ سپیدۂ صبح کی طرح ظاہر ہو جاتا اس حدیث (یا اثر) میں لفظ "وحی" قابلِ غور ہے۔ یہاں وحی سے وہ وحی مراد نہیں ہو سکتی ہے جو خاصۂ نبوت ہے اس لیے اولاً تو یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب کہ حضورؐ ابھی نبوت سے سرفراز نہیں ہوئے تھے۔ دوسرے یہ وہ وحی ہے جو غیر نبی پر بھی آتی ہے، آتی رہے گی۔ اس لیے محض سچے خوابوں کی وجہ سے کوئی نبی نہیں بن سکتا۔

تعبیرِ خواب کی دوسری قسم یہ ہے کہ خواب میں جو کچھ نظر آتا ہے وہ رمز اشارہ یا SYMBOL ہوتا ہے اور اس کا ظہور بالکل اسی طرح نہیں ہوتا جس طرح خواب میں نظر آتا ہے۔ حضرت یوسف یا شاہِ مصر کا خواب اسی نوعیت سے تعلق رکھتا ہے۔

زیرِ نظر حدیث میں صالح خواب کو نبوت کا چھیالیسواں جز بتایا گیا ہے۔ یہاں یہ خوب سمجھ لینا چاہیئے کہ نبوت کا یہ چھیالیسواں حصہ ہونے کے باوجود یہ دعویٰ کوئی نہیں کر سکتا کہ چونکہ ہم نے زندگی میں ایک دو سچے خواب دیکھے ہیں لہذا ہم $\frac{1}{46}$ نبی ہو گئے۔ یہ صفت نبی کی ایک ایسی صفت ہے جو غیر نبی میں ظاہر ہو سکتی ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھئے کہ صدقِ مقال نبوت کا لازمی جزء ہے لیکن ساری عمر سچ بولنے کے باوجود کوئی شخص نبی نہیں بن سکتا۔ دوسرے یہ محض چھیالیسواں جزِ نبوت ہے محض سچے خواب دیکھنے سے کوئی نبی نہیں بن سکتا تا آنکہ اس میں پورے چھیالیس کے چھیالیس جز نہ ہوں۔

یہ خوب یاد رکھنا چاہیئے نبوت وحی یا دین پورے کا پورا زندگی سے متعلق ہے۔ زندگی کا تعلق اس پورے چھیالیس اجزاء سے ہے نہ کہ صرف چھیالیسویں حصے (خواب) سے۔ بقیہ پنتالیس حصوں یا اس کے اکثر حصوں سے انقطاع اختیار کر لیا جائے تو صرف خوابوں پر زندگی کے چھیالیسویں حصے کا بھی دارومدار نہیں ہو سکتا۔ اگر ایک طبیب کسی مریض کے لیے چھیالیس اجزا کا نسخہ تجویز کرے اور مریض اس میں سے صرف ایک دو جز کو لے کر اس کا استعمال شروع کر دے اور توقع یہ رکھے کہ چھیالیسواں حصۂ صحت تو حاصل ہو ہی جائے گا تو ظاہر ہے کہ اس کی توقع پوری نہ ہو گی بلکہ زیادہ قرینِ قیاس یہ ہے کہ اس سے مریض کو الٹا نقصان پہنچے گا۔

ہمارے معاشرے میں بعض اوقات خوابوں کو اتنی زیادہ اہمیت دی جاتی ہے کہ گویا زندگی کے بڑے اہم معاملات کا فیصلہ خواب ہی سے ہو جاتا ہے۔ اس موقعے پر ایک سچے واقعے کا ذکر خالی از دلچسپی نہ ہو گا۔ ہمارے بزرگوں میں ایک صاحب ہر سال محرم میں پابندی سے تعزیہ بنایا کرتے تھے، مقامی سنی علما نے انہیں بتایا کہ یہ ناجائز ہے

انہوں نے تعزیہ بنا چھوڑ دیا۔ لیکن دوسرے تیسرے سال انہوں نے پھر تعزیہ بنایا۔ لوگوں نے پوچھا کہ حضرت یہ کیا بات ہے؟ آپ نے اپنی توبہ کیوں توڑ دی؟ کہنے لگے کہ بھئی میں نے خواب میں حضرت امام حسینؓ کو دیکھا انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ تیرے ناناؐ نے تو بے شک تعزیے کو ناجائز قرار دیا ہے لیکن خیر میں تمہیں اجازت دیتا ہوں۔ اس خواب کے بعد میرے لیے تعزیہ بنانا ضروری ہوگیا۔

اس خواب کا ذکر کرنے سے میرا مقصد تعزیے کے جواز و عدم جواز پر کوئی گفتگو قطعاً نہیں۔ مقصد صرف یہ دکھانا ہے کہ بعض اوقات خواب کا کتنا گہرا تسلط ہوتا ہے کہ جس چیز کا فیصلہ عقل و نقل سے کرنا چاہیے اس کا فیصلہ خواب سے کر لیا جاتا ہے۔ ہمارے معاشرے میں تو بعض فرقے ایسے بھی ہیں جن کے مسلک کا اسی فیصد انحصار خوابوں اور کشفوں پر ہے۔ عقل و نقل کم اور خواب و کشف زیادہ۔ اور جب خواب و کشف غلط ثابت ہو تو تاویلات کا لامتناہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ ہمارے اپنے معاشرے سے باہر بھی یہ فریب پایا جاتا ہے۔ آخر وہ اطالوی درویش بھی تو خواب و کشف کے ہی مارے ہوئے ہیں جنہوں نے ۱۴ جولائی کو قیامت آجانے کی پیش گوئی فرما دی تھی۔

زیر نظر حدیث میں خوابوں کی تین قسمیں بیان کی گئی ہیں۔ بشریٰ (یا مبشرات) تحزین (غم انگیز) اور حدیث نفس۔ حدیث نفس سے مراد یہ ہے کہ انسان کے اپنے متفرق خیالات یا خواہشیں ہوتی ہیں جو خواب میں منتقل ہو کر آ جاتی ہیں۔ اس میں اور مبشرات یا رویائے صالحہ میں فرق نہیں کیا جاتا۔ بس خواب دیکھا اور تعبیر تجویز ہوگئی۔ غلط تعبیر نکلی تو تاویلات شروع ہوگئیں۔ اس طرز عمل نے بہت سے افراد امت کو کچھ وہمی بلکہ توہم پرست بنا دیا ہے۔ ایک مشہور بزرگ کے ایک مرید نے خواب میں دیکھا کہ میں درود پڑھ رہا ہوں تو زبان اللھم صل علی محمد و علی آل محمد میں حضورؐ کے نام نامی کی بجائے پیر و مرشد کا نام نکل رہا ہے۔ پیر و مرشد نے اس کی تعبیر یہ دی کہ تم نے جس پیر کا دامن پکڑا ہے وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے۔

(محمد جعفر)

حکمائے قدیم کا فلسفۂ اخلاق

مصنفہ بشیر احمد ڈار

سچائی کسی قوم یا زمانے کی مخصوص ملکیت نہیں اور جدید دور میں جب ہم اپنے عصری تقاضوں کی روشنی میں حقائق تک پہنچنے کی کوشش کر رہے ہیں تو قدیم حکماء، فلاسفہ اور مصلحین کی کاوشوں کا مطالعہ تاریخی حیثیت سے بہت اہم ہو جاتا ہے۔

اس کتاب میں اسلام سے قبل کے کچھ حکماء اور مصلحین کا تقابلی مطالعہ اسی نقطۂ نگاہ سے پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ صفحات ۵۰۸۔ قیمت ۶ روپے

ملنے کا پتہ: سیکریٹری ادارۂ ثقافت اسلامیہ۔ کلب روڈ۔ لاہور